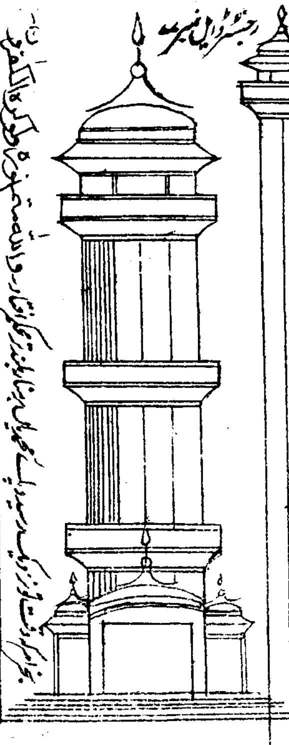
رجسٹرڈ ایل نمبر



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

جبکہ ہم بانگ کرا کی جہاد قادیان ہیں | دواتی یا شفا بنی غرض دارالامان میں ہی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے — ۳/

۲۔ خواص و معاونین سے — عہ

۳۔ ہندوستان سے باہر سے

۴۔ غیر مذاہب والوں سے — ۱۲/

۵۔ جماعت کے غیر مستطیع

دس روپیہ سے کم آمدنی والے

لوگوں سے — نصف ۱/

نوٹ۔ ... سالانہ ... مندرجہ بالا ...

... جائیں گی ...

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

ملفوظات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

(۲۹ مارچ ۱۹۰۸ء ...)

ایک معزز صاحب جو حضرت حکیم الامت ... سے ... دوستوں میں سے ہیں اور ... قیام رکھتے ہیں ... سے ... حضرت حکیم الامت ... کی ملاقات کے واسطے ... آئے ... حضرت اقدس سے ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے ذکر کیا کہ گرمی شدت کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور تمام گرما اپریل سے نومبر تک ... جہاں میرے چاہ کے باغ میں بسر کرتا ہوں۔ اور آج ہی واپس جانے کا ارادہ ہے کیونکہ میں گرمی کی برداشت نہیں کرسکتا حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ موسم تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ نے بے فائدہ نہیں بنایا۔ آپ نے جہاں جسمانی تپش سے بچنے کا فکر کیا ہے اور آرام و آسائش کی راہیں سوچی ہیں وہاں چند روز یہاں رہ کر روحانی تپش کی اصلاح کے واسطے بھی غور کریں۔

قبل ... ایک شخص نے اپنے چند حاجات تحریری ... پیش کئے حضرت اقدس نے ... پڑھ کر جواب میں فرمایا کہ اچھا ہم دعا کریں گے تو وہ شخص کچھ ... ہو کر ... کہ آپ نے میری عرضداشت کا جواب نہیں دیا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہم نے تو کہا ہے کہ دعا کریں گے۔ اس پر وہ شخص بولا کہ حضور کوئی تعویذ نہیں دیا کرتے۔ فرمایا تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہمارا کام تو صرف اللہ کے حضور دعا کرنا ہے۔

---

۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء قبل عصر

کرنل ... صاحب ... کا ایک خط حضرت اقدس کی خدمت میں ... مضمون آیا تھا کہ ... کئی ... اور وہ حضرت اقدس کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے سے کئی سال پیشتر سے ... اور کچھ ... چند ... اس ... کو ... ہیں۔ وہ خط حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر کے اس کے متعلق استفتاء دریافت کیا ملک صاحب موصوف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ چونکہ میں نے حضور کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر لیا ہے اسواسطے اگر اب یہ مسئلہ دین کے کسی رنگ میں بھی مخالف ہو تو میں خوشی سے اس سے دست بردار ہونا چاہتا ہوں۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہم تو اسکے جواز کی کوئی راہ نہیں پاتے

جو نقصان ہو چکا ہے وہ خدا کی راہ میں نقصان سمجھ کر آئندہ گناہ سے توبہ کر لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اجر دینے والا ہے اصل میں یہ بھی ایک قمار بازی ہے۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی خدمت میں ایک عریضہ اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس خلیفۃ اللہ و رسول اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض خاکسار چنین است کہ بیان مسئلہ ذیل مرحمت فرمودہ برائے من عنایت نمودہ شود۔ آن این است کہ بعضے میگویند کہ رسول خاص است و نبی عام است۔ پس ہر رسول نبی است و ہر نبی رسول نیست یعنی رسول افضل است از نبی۔ و بعضے میگویند کہ رسول و نبی یکے است۔ غرض نزد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کدام صحیح و منظور است۔ خاکسار غلام محمد افغان۔

جواب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ واضح باد کہ مارا باقوال دیگران ہیچ تعلق نیست۔ آنچہ از قرآن شریف مستنبط میشود این است کہ رسول آن باشد کہ خدمت رسالت و پیغام رسانی از خدا تعالیٰ

اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پرانا الہام ہے - اور سینکڑوں مثالیں اس الہام کی تصدیق میں آجتک ظاہر ہوکر الہام الٰہی کی صداقت کو روز روشن کیطرح ظاہر کرتی رہی ہیں - جو وقتاً فوقتاً اخبارات میں شایع ہوتی رہی ہیں - کئی من چلے اس الہام کی پرکھ اور جانچ کے لئے اپنے پورے ہتھیاروں اور طاقتوں سے نبرد آزمائی کے لئے نکلے اور آخر اپنے ذاتی تجارب اور مشاہدات سے اپنی کی زندہ مثال اور شہادت کی مہریں رجسٹر تصدیق صداقت الہام ربانی میں ثبت کرتے ہوئے چلے گئے - کوئی مقدمات کے رنگ میں آیا - اور کسی نے دعاؤں سے مقابلہ کیا کسی نے علمی رنگ میں سامنا کیا - اور تفسیر نویسی کے لئے اٹھا کسی نے گھر بیٹھے بٹھائے یکطرفہ بددعائی اور کوئی مباہلہ کے میدان میں نکلا اور کسی نے بالمقابل پیشگوئیاں کیں غرض ہر طرف سے اور ہر رنگ میں شیطان نے اپنی پوری طاقت سے ربانی سلسلے کے نیست و نابود اور بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں مگر جس رنگ سے بھی نکلا اور جس پہلو سے آیا اسی رنگ میں مونہہ کی کھائی اور ہمیشہ کے لئے ذلت و ادبار کا نشانہ بنا - اور خدائی الہام کی صداقت کا پورے زور سے ثبوت دیتا رہا - ممکن تھا کہ اس الہام کے بعد کوئی مقابلہ کے واسطے ہی نہ اٹھتا - مگر زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جانے ممکن ہیں - پر خدا کے مونہہ کی باتیں ہرگز ہرگز نہیں ٹل سکتیں - اور پوری ہوکر ہی رہتی ہیں - لہذا ضروری تھا کہ اس الہام کی پورے زور سے مخالفت ہی کیجاتی تاکہ اس کی صداقت بھی اپنے اعلٰے ترین پایہ ثبوت کو پہنچ جاوے ہر مخالف مقابل میں آیا اور خدائی نشان کہ جس جس رنگ میں کسی نے مقابلہ کیا - اور جس جس رنگ میں کسی نے مرسل یزدانی مامور سلطانی کی ذلت اور اہانت کا ارادہ کیا وہ اسی ذلت و ادبار کے گڑھے میں گرا - اور ایسا مونہہ کے بل گرا کہ پھر نہ سنبھلا -

ایک تازہ واقعہ ناظرین کے ایمان کی ترقی و تازگی اور الہام ربانی کی صداقت کے لئے لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے - کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے چند روز گذرے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ ایک خط کے اپنا یہ خواب یا الہام جو کچھ بھی ہو لکھا تھا کہ **میرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا** اور اس خواب یا الہام کو ناتھ میں لیکر **وحی** اور الہام کے سلسلہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا - چنانچہ اس کا مفصل ذکر الحکم نمبر ۱۸ جلد ۱۲ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء میں موجود ہے - **خدا کی شان** کہ یہ صرف پہلا ہی موقع تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اس طرح کا مقابلہ کیا ہو - اور ساری عمر میں انہوں نے **اس قسم کا یہی ایک ہی دعوٰی پیش کیا تھا** - مگر چونکہ اس سے انکی مراد معیار **صداقت وحی پر حملہ کرنا** تھی اور اسطرح سے حضرت اقدسؑ کے الہامات اور وحی پر **ہنسی اڑانے** کا منشار تھا لہذا خدا تعالٰی نے جسکو ہمیشہ اپنے مرسلوں اور ماموروں کی حمایت منظور ہوتی ہے اور وہ انبیاء اور رسل کے لئے ایک خاص غیرت رکھتا ہے - کیونکہ اس گروہ کی ہتک اور ہار میں خدائے عزوجل کی ہتک اور ہار اور اس گروہ کی کامیابی اور عزت اور غلبے میں خدا کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدانما وجود ہوتے ہیں لہذا اوس نے اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے الہام کے بموجب ان کو اس ذلت اور رسوائی کا مونہہ دکھایا کہ بجائے اس کے کہ ان کے **گھر میں مطابق ان کے دعوے کے لڑکا پیدا ہوتا لڑکی** پیدا کرکے ان کو شرمندہ کردیا عجیب بات یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو اپنے اس خواب پر اتنا دعوے اور بھروسہ تھا کہ انہوں نے **لڑکے کی ولادت** سے پہلے ہی اس کا نام مظہر اللہ تجویز کر رکھا تھا جو کہ ان کے لئے مظہر ذلت بنا - مگر خدائی نشان کہ ان کو خدا نے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا اور ایسا نادم کیا کہ اب وہ تادم حیات وحی اور الہام کے معیار پر عوام کی خوابوں یا الہاموں کو پیش کرکے حجت اور استہزا نہیں کریں گے -

خدا کی شان دیکھو کہ خدا کے برگزیدوں کا مقابلہ اچھا نہیں ہوتا اور اس گروہ پاک کی مخالفت بہت خطرناک ہوتی ہے بعض اوقات سلب ایمان کا باعث ہوجاتی ہے - سینکڑوں مثالیں ایسی موجود ہیں کہ بعض اوقات کفار اور فاسق لوگوں کو خوابیں آئیں اور راست بھی نکلیں - مگر یہ اس واسطے نہیں کہ صداقت الہام و وحی پر اعتراض ہوں بلکہ یہ ایک ملکہ ہے جو کہ خدا نے انسان میں بطور شہادت وحی کے لئے رکھدیا ہے - اس میں نہ تو کافر و مومن کی کوئی تفریق ہے اور نہ یہ الہام کے معیار کی صداقت پر اعتراض منجملہ ان کے ایک واقعہ ذیل میں ایک آریہ کا جو کہ قادیان کا رہنے والا ہے لکھا جاتا ہے -

غور کا مقام ہے کہ ایک طرف تو ایک آریہ شخص (شرمپت) خدا اور اوس کے رسول کا دشمن خواب دیکھتا ہے کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ سچا ہوجاتا ہے اور دوسری طرف ایک مسلمان مولوی اور مستند اور مشہور مولوی ایک گروہ کا پیشوا مراتب اعلٰے کا دعوٰی رکھنے والا ہی وہی خواب دیکھتا ہے اور اس کے ہاں بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوکر دوگنی شرم اور ندامت کا باعث ہوجاتی ہے - اس میں بھید کیا ہے - یہی کہ اول الذکر آریہ نے نہ تو **دعوٰی** کیا ہے اور نہ ہی **کسی مامور من اللہ کے مقابلہ** کے واسطے کھڑا ہوا ہے - اور نہ اس نے اس خواب کو قبل از وقوع نتیجہ خواب کے سلسلہ وحی و الہام کے صداقت کے معیار کو توڑنے اور استہزا کرنیکا ذریعہ بنایا بلکہ عام طور سے **معمولی** ایک خواب آیا ہے - اور وہ سچا نکلا ہے - مگر چونکہ مولوی صاحب موصوف کا اس خواب کے بیان کرنے سے اور بصورت اس کے سچا نکلنے کے معیار صداقت وحی **پر اعتراض اور استہزا** کرنیکا ارادہ تھا اور انہوں نے چونکہ **خدا کے مامور و مرسل کے مقابلہ** میں ایسا اظہار کیا تھا اس لئے خدا نے ان کو اپنے اس ارادے میں ناکام کیا اور اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے الہام کی سچائی ہمیشہ کے لئے روز روشن کیطرح ثابت کردی - اور ایسا کبھی **نہیں ہوا کہ خدا کے برگزیدوں کے مقابلہ میں خدا کے دشمنوں کی نصرت کیجاوے** - وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا -

ہمیں امید ہے کہ جناب مولوی صاحب موصوف اب اس عقدہ کے حل کے لئے کہ کیوں آریہ کا خواب سچا ہوا اور کیوں ان کا خواب غلط نکلا حضرت اقدسؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی کیطرف توجہ کریں گے اور حقیقت خواب و وحی کا سچا فلسفہ اور حقیقی معیار تلاش کرکے اسے قبول کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے -

لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ کی حدیث پر پورا عمل کرکے آیندہ محتاط بن جاویں گے اور ایسی خوابوں یا الہامات کا اعتبار نہ کریں گے اور نہ ہی ان کو نبوت کی وحی کے جھٹلانے کا معیار بنا دیں گے -

---

تلاش مطلوب ہے

میرے چچا صاحب مسمی عبدالحق صاحب احمدی معہ چچی صاحبہ و ایک دس برس کے بچہ کے جس کا نام احسان الحق ہے عرصہ دو ماہ سے تلاش روزگار میں حیدرآباد دکن گئے ہیں مگر اتنک کوئی خط انکا نہیں آیا جس سے گھر بھر متفکر اور بےچین ہے - صرف قرنطینہ لاہور سے (جو حیدرآباد دکن سے دو سو میل کے فاصلہ پر ہے) چلتے وقت ایک خط ان کا آیا تھا پھر کوئی خط نہیں آیا ان کا قیام کا ارادہ بھی مولوی سید محمد رضوی صاحب احمدی بیرسٹر حیدرآباد ہائیکورٹ کے ہاں کا تھا - مولوی صاحب موصوف کو بھی رجسٹری خط بھیجا کوئی جواب تا حال نہیں آیا اور نہ رجسٹری کی رسید آئی ہے - طبیعت از حد پریشان ہے - چونکہ آجکل ریل گاڑیوں کے آپس میں لڑنے کے بہت حادثات ہوتے ہیں اسلئے اور فکر ہے خدا انکو محفوظ رکھے - براہ مہربانی الحکم کے اول ہی پرچہ میں شایع کردیجئے کہ جس احمدی بھائی کے ہاں چچا صاحب موصوف حیدرآباد میں مقیم ہوں وہ احقر کو بذریعہ خط مطلع فرماکر مشکور فرماویں اور یہ بھی دریافت طلب ہے کہ آج سے دو ماہ قبل یا اس کے قریب مقام لاہور اور حیدرآباد کے درمیان کوئی ریل گاڑی تو نہیں لڑی فقط والسلام

محمد عثمان احمدی ہیڈ ڈرافسمین دفتر ڈسٹرکٹ انجنیر ای۔ای الٰہ آباد

خاص توجہ کے قابل

خطبہ جمعہ

از حضرت حکیم الامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد اقصیٰ

۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء

الحمد للہ۔ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ امابعد! التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ آخر درود تک۔

یہ وہ فقرات ہیں۔ جو ہر مسلمان ہر دو رکعت کے بعد پڑھتا ہے۔ جو شخص دن رات میں چالیس رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ وہ ان فقرات کو بیس مرتبہ پڑھتا ہے۔ تین رکعت والی نماز میں بھی یہ کلمات دو مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ فرائض۔ سنن۔ اور نوافل سب میں ان کا پڑھا جانا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں اور احادیث میں بھی نماز کو سنوار کر اور سمجھ کر پڑھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ سوچ سمجھ کر نہ پڑھنے والوں کی نماز نماز ہی نہیں کہلاتی۔ اور نہ اس کو قبولیت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ طوطے کی طرح الفاظ کا رٹتے رہنا اور حقیقت سے بے خبر ہونا مفید نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ خدا اور اُس کے رسول کا منشاء ہے۔ متوالوں کو بحالت نشہ میں ہوں مسجد میں آنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ غرض قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کے فعل و قول میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نمازی کے واسطے نماز کے مطالب خوب اچھی طرح ذہن نشین ہونے لازمی رکھے گئے ہیں۔

پس ہر انسان کو لازمی ہے کہ نماز کے مطالب اور معانی کے سمجھنے کی کوشش کرے!

تحیّہ۔ عربی میں کسی کی تعریف۔ مدح۔ ستائش۔ بڑائی اور اُس کی مہربانیوں اور انعامات کے بیان کرنے میں اور اس کی شکر گزاری کے واسطے اُس کے حسن و احسان کو یاد کرکے اس کے گرویدہ ہونے کے بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے **قولی عبادت** بھی اس کا ترجمہ کیا ہے **عبادت** - فرمانبرداری اور تعظیم کا نام ہے۔ اس واسطے زبان سے جو کچھ عبادت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جاتا ہے اس کا نام **تحیۃ** ہے۔

چونکہ کل انعامات اور فیوض کا سچا اور حقیقی سرچشمہ **اللہ تعالیٰ** ہی ہے۔ اور بجز اس کے خاص فضل کے ہم دُنیا و مافیہا کے کُل سامانِ آرام و آسائش سے متمتع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے صرف صرف اسی کی حمد و ستائش کے گیت گانے اور اسکی فرمانبرداری کو سب پر مقدم کرنا چاہئے۔ دیکھو! اگر کوئی ہمارا محسن ایک اعلیٰ درجہ کی عمدہ اور نفیس گرم پوشاک دے۔ مگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اور ہمیں سخت محرقہ تپ ہو تو وہ لباس ہمارے کس کام آسکتا ہے۔ اور اگر ہمارے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ مرغن کھانے قسم قسم رکھے جاویں مگر ہم کو قے کا مرض لاحق حال ہو۔ تو ہم اُن کھانوں کی لذت کیسے اُٹھا سکتے ہیں۔

غرض غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آسائش و آرام کے کل سامانوں کے مادے پیدا کرنا بھی جس طرح اللہ ہی کا کام ہے۔ اسی طرح سے اُن سے متمتع اور بارور ہونا بھی محض اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ صحت عطا کرنا۔ قوت ذائقہ بخشنا۔ قوت ہاضمہ کا بحال رکھنا سب اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ **واما بنعمۃ ربک فحدث**۔ تحدیث نعمت کرنا اور خدا کے انعامات کا شکر ادا کرنا ازدیاد انعامات کا باعث ہوتا ہے **لئن شکرتم لازیدنکم**۔ پس اس طرح سے تحدیث نعماء اور عطایاء الٰہی اور شکر کا اظہار زبان سے کرنے کا نام ہے **تحیۃ**۔

صلوٰۃ۔ اُس تعظیم اور عبادت کا نام ہے۔ جو زبان دل اور اعضاء کے اتفاق سے ادا کی جاوے۔ کیونکہ ایک منافق کی نماز جو کہ ریا اور دکھلاوے کی غرض سے ادا کی گئی ہو۔ **نماز نہیں** ہے۔ نماز بھی ایک تعظیم ہے جس کا تعلق بدن سے ہے۔ بدن کا بڑا حصہ **دل اور دماغ** ہیں۔ چونکہ زبان نماز کے الفاظ ادا کرنے میں اور دل و دماغ اس کے مطالب و معانی میں غور کرکے توجہ الی اللہ کرنے میں اور ظاہری اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم کے ادا کرنے میں شریک ہوتے ہیں اور ان سب کے مجموعہ کا نام بدن یا جسم ہے۔ اس لئے **بدنی عبادت** کا نام صلوٰۃ ہے۔

دل و دماغ خدا کی بزرگی اور حق سبحانہ کی عظمت کا جوش پیدا کرتے ہیں۔ بذریعہ اس کے انعامات اور حسن و احسان میں غور کرنے کے اور پھر اس جوش کا اثر زبان پر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ زبان کلمات تعریف و ستائش کہنے شروع کر دیتی ہے اور پھر اس کا اثر اعضا اور ظاہری جوارح پر پڑتا ہے اور ادب و تعظیم کے لئے کمربستہ ہونا۔ رکوع کرنا سجود کرنا وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم بجا لاتے ہیں۔ پھر یہ اثر اسی جگہ محدود نہیں رہتا۔ بلکہ انسان کے مال پر بھی پڑتا ہے اور اس طرح سے انسان اپنے عزیز اور طیب مالوں کو خدا کی رضاجوئی اور خوشنودی کے واسطے بے دریغ خرچ کرتا ہے اور اپنے مال کو بھی اپنے دل و دماغ۔ زبان اور ظاہری اعضا کے ساتھ شامل و متفق کرکے عبادت الٰہی میں لگا دیتا ہے۔ تو اس کا نام ہے **والطیبات** جس کو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا گیا ہے **مالی عبادات** اور یہ بھی صرف اللہ جل شانہٗ ہی کا حق ہے۔

غرض التحیات۔ الصلوٰۃ۔ الطیبات۔

تینوں طرح کی عبادت فقط اللہ جلشانہٗ ہی کا حق ہے۔ کسی قسم کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے غنی ہے۔ کہ کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہو۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر محسن اور مربی کی محبت کا جوش انسان کے دل میں فطرتاً پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کیسے کیسے احسان ہیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعے ہم نے خدا کو جانا۔ مانا اور پہچانا۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہمیں خدا کے اوامر و نواہی اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں بذریعہ قرآن شریف معلوم ہوئیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اذان اور نماز ہمیں میسر ہوا۔ اور وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج تک ترقی کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے **لا الٰہ الا اللہ** کی پوری حقیقت ہم پر منکشف ہوئی۔ اور وہی ہیں جو **خدا نمائی** کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں کہ ممکن تھا۔ کہ جس طرح سے اور قومیں اپنے محسنوں اور نبیوں کو بوجہ اُن کے انعامات کثیرہ کے غلطی سے بجائے اس کے کہ اُن کو **خدا نمائی اور خداشناسی** کا ایک آلہ سمجھتے انہی کو خدا بنالیا اور توحید سکھانے والے لوگوں کو واحد و یگانہ مان لیا اور اُن کی تعلیمات کو جو کہ نہائیت خاکساری اور عبودیت سے بھری ہوئی تھیں بھول کر ترک کر دیا۔ اور اُن ہی کو معبود یقین کر لیا۔ ہم مسلمان بھی ممکن تھا کہ ایسا کر بیٹھتے۔ مگر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اور اس امت مرحومہ پر رحم کرتے اور ایسے خطرناک ابتلا سے بچانے کی غرض سے **محمداً عبدہٗ ورسولہٗ** کا فقرہ ہمیشہ کے واسطے توحید الٰہی **لا الٰہ الا اللہ** کا جزو بنا کر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے شرک سے بچا لیا۔

بلکہ اسی باریک حکمت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی مدینہ منورہ میں بنوائی۔ مکہ معظمہ میں نہیں رکھی کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپؐ کی قبر ہوتی تو ممکن تھا۔ کہ کسی کے دل میں خیال پرستش آجاتا یا کم از کم دشمن اور مخالف ہی اس بات کا اعتراض کرتے۔ مگر اب مدینہ میں قبر ہونے سے جو لوگ مکہ معظمہ میں جانب شمال سے جانب جنوب مُنہ کرکے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو اُن کی پیٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف ہوتی ہے۔ اُن

...الله تعالیٰ ... آپ کی قبر کے نہ پوجا جانے ... مسلمانوں ... ہونے کے واسطے بنا دی ... جن باتوں میں اس بات کا وہم و گمان بھی ہو سکتا تھا کہ کوئی انسان آپؐ کو خدا بنا لے گا۔ یا آپ کو شریک فی الذات یا صفات ہونے کا گمان بھی جن باتوں سے ممکن تھا اُن کا خود اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچی اور پاک تعلیم میں ایسا بندوبست کر دیا کہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی مسلمان اس امر کا مرتکب ہو۔

مگر چونکہ محسن سے محبت کرنا اور گرویدہ احسان ہونا انسانی فطرت کا تقاضا تھا۔ اس واسطے ایک راہ کھولدی کہ ہم آپ کے لئے دعا کیا کریں۔ اور اس طرح سے آنحضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہوا کرے۔ چنانچہ ہر مسلمان نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کا پاک تحفہ پیش کرتا ہے اور درد دل سے گداز ہو کر گویا کہ آپ کے ... اور مہربانیوں کے خیال سے آپؐ کی ایسی ... کر لیتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... کے سامنے موجود ہیں۔ ... اور ... مہربانیوں سے آپؐ کا وجود ناظر کی طرح سامنے لا کر ... رنگ میں دعا کرتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

برکہ عربی میں تالاب کو کہتے ہیں۔ اُس نشیب کا نام ہے۔ جہاں ادھر اُدھر کا پانی جمع ہو جاتا ہے مبارک بھی اسی سے نکلا ہے۔ اور برکت بھی اسی میں سے ہے۔ مطلب یہ کہ آنحضرتؐ کی اُمت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو آنحضرتؐ کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتداد زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں۔ اُن کا قلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے آپ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے۔ جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ سپارہ ۱۸۔ رکوع ۱۳

اسی طرح سے السلام علینا و علٰی عباد اللہ الصّٰلحین کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے دین کے سچے خادموں جو صحابہ۔ اولیاء اصفیاء۔ اتقیاء اور ابدال کے رنگ میں آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے اُن کے واسطے بھی بوجہ اُن کے حسن خدمات کے جن کی وجہ سے انہوں نے بعد رسول اکرمؐ ہم پر بہت بڑے بھاری احسانات اور انعامات کئے۔ اُن کے واسطے بھی دعا کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اس گروہ پاک کی مخالفت کریگا اور اس کو نظر عزت سے نہ دیکھیگا اور اُن کے احکام اور فیصلوں کی پرواہ نہ کریگا۔ تو وہ فاسق ہوگا۔ بلکہ وہاں تک جہاں تک تعظیم الٰہی۔ اور تعظیم کتاب اللہ اور تعظیم رسول اللہ اجازت دیتی ہو۔ اس گروہ کا ادب و عزت کرنی اور اس خیل پاک کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم قرآن شریف سے ثابت ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں اس مضمون کو یوں ادا کیا گیا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ سپارہ ۲۸۔ رکوع ۴۔ غرض اپنے پہلے بزرگوں اور خادمان اسلام و شریعت محمدیہ کے واسطے دعائیں کرنا اور اُن کی طرف سے کوئی بغض و کینہ۔ غل و غش دل میں نہ رکھنا۔ یہ بھی ایمان اور ایمان کی سلامتی کا ایک نشان ہے۔ پس انسان کو مرنج و مرنجان ہونا چاہیئے اور خدا کی باریک در باریک حکمتوں اور قدرتوں پر ایمان لانا چاہیئے اور کسی سے بھی بغض و کینہ دل میں نہ رکھنا چاہیئے۔ خدا کی شان ستاری سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جن کو تمہاری نظریں برا اور بد خیال کرتی ہیں۔ اسے توبہ کی توفیق مل جاوے۔ للہ افرح من توبۃ العبد۔ خدا اپنے بندوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھکر جس کا کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خورش و نوش ختم ہو جاوے اور اس لئے اُسے ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ مگر پھر اُسے سامان میسر آجاوے۔ جس طرح وہ شخص خوش ہوگا۔ اس سے بھی کہیں بڑھکر خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ پس کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو خدا نقطہ نواز بھی ہے اور نقطہ گیر بھی۔ ممکن ہے۔ کہ جسے تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ اُسے توبہ کی توفیق مل جاوے اور دوسرا اپنے کبر کی وجہ سے راندۂ درگاہ اور ہلاک ہو جاوے۔ بعض بدیاں حبط اعمال کا موجب ہو جاتی ہیں اور بعض اعمال جہنم میں لے جاتے ہیں۔ تمام صالحین کے واسطے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ اُن کے احسانات اسلام اور مسلمانوں پر بہت کثرت سے ہیں۔ غور کا مقام ہے۔ کہ انہوں نے یہ دین اور یہ کتاب۔ یہ سنت۔ یہ نماز و روزہ ہم تک پہنچانے کے واسطے کس طرح اپنی جانیں خرچ کر دیں خون پانی کی طرح بہا دیئے۔ اپنے نفسوں پر آرام اور نیند حرام کر لی۔ کتنے بڑے بڑے سفر پا پیادہ اس مشکلات کے زمانہ میں کئے۔ ایک ایک حدیث کی تحقیقات اور اس کے راوی کے منہ سے سننے کے واسطے سینکڑوں کوسوں کے ناقابل گزر اور دشوار گزار سفر انہوں نے کئے۔ پس اُن کے احسانات۔ اُن کی مساعی جمیلہ۔ کوششوں محنتوں اور جانفشانیوں کو نظر کے سامنے رکھکر اُن کے واسطے دردمند دل سے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو۔ اگر اُن کی ایسی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں۔ اور وہ بھی ہماری طرح سست اور کاہل ہوتے تو غور کرو کہ کیا اسلام موجودہ حالت میں ہو سکتا تھا۔ اور ہم مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے تھے ہرگز نہیں۔ پس اُن کے واسطے دعائیں کرنا اور نماز میں اُن کے حقوق ادا کرنے کا جزو ہونا بھی لازمی اور ضروری تھا۔ بلکہ از بس ضروری تھا کیونکہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی عبادت کرنے والا اور اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی پرواہ نہ کرنے والا ہونا اور پھر نبوت اور کتب پر ایمان لانے والا بننا چاہیئے۔

جلسہ کے بعد

اللّٰھم صلّ علٰی محمد و علٰی آل محمد کما صلّیت علٰی ابراھیم و علٰی آل ابراھیم انّک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علٰی محمد و علٰی آل محمد کما بارکت علٰی ابراھیم و علٰی آل ابراھیم انّک حمید مجید۔

یہ الفاظ جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ ان کا نام ہے درود۔ واقع میں اگر ہم اللہ کے پورے بندے اور عابد اور تعظیم کرنے والے ہیں۔ اور مخلوق پر شفقت اور رحم کرنے والے علوم اور عقائد سے خوشحال ہوں۔ تو یہ سب فیضان اور احسان حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے آپؐ کے دل کے درد اور جوش نہ ہوتے۔ تو قرآن کریم جیسی پاک کتاب کا نزول کیسے ہوتا۔ آپؐ کی مہربانیاں اور توجہات اور محنتیں اور تکالیف شاقہ نہ ہوتے تو یہ پاک دین ہم تک کیسے پہنچ سکتا۔ آپؐ نے یہ دین ہم تک پہنچانے کی غرض سے خون کی ندیاں بہا دیں۔ اور ہمدردی خلق کے لئے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا۔ تو پھر غور کا مقام ہے کہ جب ادنٰے ادنٰے محسنوں سے ہمیں محبت پیدا ہو جانا ہماری فطرت سلیم کا تقاضا ہے تو پھر آنحضرتؐ کی محبت کا جوش کیوں مسلمان کے دل میں موجزن نہ ہوگا۔

درود بھی درد سے ہی نکلا ہوا ہے۔ اپنے خاص درد۔ سوز۔ گداز اور رقت سے خدا کے حضور التجا کرنی کہ اے مولا۔ تو ہی ہماری طرف سے خاص خاص انعامات اور مدارج آنحضرتؐ کو عطا کر۔ ہم کو ہی کیا سکتے ہیں۔ اور کس طرح سے

حق پرستی اسکو کہتے ہیں

دنیا کی اس موجودہ زندگی میں خدا کے ماننے والی قوموں نے جہاں خدا پرستی کے ایک دوسرے سے جداگانہ طریقے اور رویے اختیار کئے ہیں وہاں پرستش اور پوجا پاٹھ کے لئے اپنے ہم مشربوں کو بلانے کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ طریقے مقرر کئے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے اپنے اپنے ہمخیالوں کو جمع کر کے اکٹھا کرتے ہیں کسی نے تو اس بڑے مقصد کو ادا کرنے کے لئے جرس کو اس کا ذریعہ بنایا اور کسی نے ناقوس کو۔ جرس اور ناقوس سے بظاہر کوئی ایسی بات پیدا نہیں ہوتی کہ جس کے ذریعہ خدا پرست کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے لائق ہو سکے یا یہ معلوم کر سکے کہ فی الواقع یہ جرس اور ناقوس کی آواز محض خدا پرستی کے بلانے کے لئے ہے۔ اور نہ ان میں کوئی ایسی دلربا صدا نکلتی ہے کہ جس سے خود بخود طبیعت میں ایک کشش پیدا ہو کر اوسکو اس طرف کھینچ کر عبادت گاہ میں کشاں کشاں لیجائے کہ جہاں سے یہ آواز آئی ہے۔ کیونکہ ان میں سے کوئی ایسے پیارے الفاظ نہیں نکلتے ہیں کہ جسمیں محبوب ازل کے حسن کی کوئی جھلک محسوس ہو سکے یا خیال میں آکر دلکو اوس طرف متوجہ کر سکے۔

اسکی وجہ سوچنے پر ہمارے دل میں یہی آئی ہے کہ دراصل یہ لوگ جو جرس یا ناقوس کے ذریعہ عبادت کے لئے بلاتے ہیں حقیقی معبود سے دور و مہجور ہیں اور انکو اس کے حسن و جمال کی وہ کیفیت معلوم نہیں کہ جو وہ رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں سے اکثروں نے بجائے اسکے انسانوں کو وہ سمجھ لیا اور اسطرح حقوق اللہ کا خیال نہ رکھنے کیوجہ سے سخت سے سخت ظلم و ستم کر دیا ہے۔ یہ تو سچ ہے اور بالکل راستی سے مملو ہے کہ ان کے مذاہب کی بنیادیں ابتدا میں تو ضرور صداقت پر مبنی تھیں اور ان میں نور تھا اور ان میں صداقت تھی اور نہیں حق پرستی تھی اور نہیں حقوق اللہ کی شناخت کے طریقے تھے اور نہیں خدا پرستی کا مادہ ہی تھا وہ بالکل ایسے نہ تھے جیسے کہ آجکل نظر آتے ہیں بلکہ وہ حقیقتاً خداوند کریم کو خالق سمجھتے تھے مالک سمجھتے تھے رازق سمجھتے تھے معطی سمجھتے تھے جیتا جاگتا اور تمام قدرتوں والا سمجھتے تھے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کی نسبت کوئی ایسی صفت جایز نہ رکھی تھی کہ جس سے اسکی توہین لازم آوے مگر مرور زمانہ سے جیسا کہ سنت اللہ ہے کہ ایک وقت پر نور وقت ہے اور روز روشن ہے تو دوسرے وقت ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے کہ آدمی کو ہاتھ مارے آدمی نہیں سوجھتا اس لئے لازم تھا کہ ایک وہ زمانہ بھی آتا کہ جسمیں وہ سب صداقتیں ظلم و ستم سے بدل جاتیں خدا پرستی کی بجائے اینٹ روڑا کی اور انسان پرستی کی [illegible] اور دنیا کے وہ تمام انسان جو خدا کا نام لیا کرتے تھے یا خدا کو خدا مانا کرتے تھے سراسر انسان پرست یا مادہ پرست ہو جاتے تاکہ اس کے بعد ایک اور شمس ہدایت طلوع کرتا اور اس تمام بدی اور بدکاری اور ظلم و ستم کے سیلاب کو دور دفعان کر دیتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب زمین والے سب کے سب بگڑ گئے اور بالکل ظہر الفساد فی البر والبحر کا نمونہ سامنے نظر آگیا تو خدا نے ایک ایسا انسان زمین پر نازل کیا کہ جسکو یقیناً اس شمس سے جو ہمکو روشنی دیتا ہے بدرجہا بہتر سمجھنا اور یقین کرنا ایمانداری پر دال ہے وجہ یہ کہ اس موجودہ شمس سے اگر کچھ زیادہ ہوتا ہے تو یہی کہ ہماری موجودہ جسمانی زندگی کو فائدہ پہنچتا ہے مگر ہماری روحانیت کے فائدہ پہونچانے کے لئے کسی ایسے شمس کی ضرور بضرور حاجت تھی کہ جو ہمکو نہ صرف اب بلکہ ابدالاباد تک کیلئے ایسا روشن کر دے کہ جس سے نہ تو ہم میں کبھی کوئی روحانی بیماری ہی عود کرے اور نہ ہمیں ایسی موت آ جائے کہ جس سے ہم جیتے جی یا مرے پیچھے ہی حقیقتاً مر جاویں۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر کس زبان سے کریں کہاں سے ایسی طاقت گویائی لاویں جیسی حالت میں کہ ہمارا اقرار ہے اور سچا اقرار ہے کہ سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ اور پھر رات دن یہی دعا ہے کہ رب زدنی علما جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل ہم کمزور ہیں اور بے علم ہیں اور فی الواقع کسی ایسے آب زلال کے فطرتاً خواہشمند ہیں کہ جس سے نہ صرف ہمارے جسمانی قویٰ راہِ راست پر آویں بلکہ روحانی قوے بھی اپنے کام بآسانی اور باطریقہ ادا کر کے ہمکو اوس منزل مقصود تک پہونچا دیویں۔ خداوند کریم نے ہماری اس تپش کو دیکھکر ہم پر رحمت کر کے ہمارے اوپر اسقدر لطف و کرم کیا کہ ہم کو ٹاپک ٹوئیاں مارنے سے بال بال بچا لیا نہ صرف ہم کو بلکہ دنیا کے ہزاروں لاکھوں کروڑوں اربوں بلکہ لاتعداد انسانوں کو اور یہ ایک بڑی رحمت ہوئی کہ دنیا پرستی اور مادہ پرستی اور انسان پرستی سے خدا پرستی کا سبق ملا جو کہ انسان کے لئے ضرور باعث فخر ہے۔ وہ پیارا انسان ہے کہ دنیا میں ہی ایسا پیارا یقین کیا گیا کہ ہر ایک کہ وہ کسی زبان سے خواہ وہ اس کا عاشق صادق ہو خواہ دشمن سیاہ اور ظالم و فاسق ہو اس کے نام سے اسکو یاد کرتا ہے یعنے (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہنے کو تو یہ صرف ایک بندۂ خدا تھا مگر اسکی سیرت و لایف کے اوراق پلٹنے سے معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ فی الحقیقت ایسا انسان نہ تو دنیا میں ہو سکتا ہے اور نہ ہوا ہوگا اور نہ آیندہ ہو سکنے کی امید ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ اس پیارے نے کسی اوستاد کے آگے زانوئے ادب تہ نہیں کیا اور نہ زمانے کے نشیب و فراز پر غور کرنیوالوں کی پند و نصیحتیں سنیں اور نہ کسی متمدن زمانہ سے اوس کا سابقہ پڑا مگر سچی بات یہ ہے خدا کو جان دی ہے اور اس کو منہ دکھانا ہے کہ ان کا ہر ایک قدم ہر ایک امر میں ہر ایک سے پیش رہے ہزاروں قدم آگے ہی رہا ہے اور جہاں پر روز روشن کیطرح یہ امر ظاہر کر دیا کہ واقعی ہر ایک قدم میں اس کے ساتھ خدا کی تائید تھی نصرت تھی اور حقیقتاً وہ خدا کے تمام فرستادوں کا سردار ہے اور دراصل افضل الرسل افضل الانبیاء اور سچا اور حقیقی شفیع ہے۔ دنیا پرستی مادہ پرستی بت پرستی انسان پرستی نفس پرستی اور وہ بھی جو نسلاً بعد نسلاً خون کی جزو ہو گئی ہو اوس کو دور کر کے خدا پرستی کو اوس کی بجائے قایم کرنا معمولی بات نہیں بلکہ بڑا کام ہے اور خدا پرستی قایم کرنا بھی ایسے طور پر کہ خون کا جزو ہو جاوے اور تمام مال و جان سے اسی کا ہو جاوے جو کہ اصلی مالک ہے خالق ہے۔ خدا پرستی کے جیسے جیسے اوس نے سبق پڑھائے ہیں اور دنیا میں اوس قادر خدا کے قبول کرانے کے لئے جسقدر کام کئے ہیں اور جسقدر خوارق اور نشانات قدرت خدا تعالیٰ نے اس کے ذریعہ دنیا کو دکھلائے ہیں اور جسقدر معرکے خدا تعالیٰ نے اوس کے ہاتھ پر زندہ کئے ہیں اس تمام کا بیان یقیناً ایسا وسیع ہے کہ دنیا میں اس کا سمانا مشکل اور محال ہے کیونکہ جیسے کہ دل و جان سے زیادہ اوس نے پیار کیا تھا اوس کو چاہا تھا اوس کا ہو گیا تھا جو کہ اس تمام کائنات کا خالق ہے مالک ہے رازق ہے اور کہ جس کے رگ و ریشہ میں توحید کا سبق پڑھانے اور عاشق خدا بنانے کا مادہ سرایت کر گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اوس پر ایسا انعام کیا اور اوس کو ایک روشن اور مہیمن کتاب عنایت کی جسکی تعلیم کبھی بوسیدہ نہ ہو مردہ نہ ہوا اور کبھی منسوخ ہو اور نہ اوس میں سے ایک لفظ ادہر کا ادہر ہو بلکہ جیسے کہ تھی ویسے ہی تازہ بتازہ اور پوری کی پوری ہے جس کا نام قرآن مجید ہے اور ایسا ہی اس کا دین ابدالاباد تک رہنے والا اور ہزاروں بلکہ لاتعدادوں کو اپنے چشمۂ صافی سے سیراب کرنیوالا عطا کیا اور خدا سے ملانیوالا عطا کیا کہ ایسا کسی کو بھی نہ ملا یعنے اسلام یہ ایسے زندہ نمونے آپ نے اپنی یادگار میں چھوڑے ہیں کہ کسی اور جگہ اسکی نظیر نہیں ملتی آپ کی طاقت قدسی کا دائرہ ایسا وسیع ہے کہ ہر زمانے اور ہر وقت میں آپ کی پیروی سے خدا سے ملنے والے اور خدا تعالیٰ سے ملانیوالے موجود ہوتے رہے اور موجود ہوتے ہیں چنانچہ اس وقت بھی ہم نے ایسے ہی ایک ایسے انسان کو جو نہ صرف زبانی آپ کی غلامی کا دم بھرتا بلکہ نام بھی غلام احمد رکھتا ہے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کر کے خلقت کی ہدایت کے لئے مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا تاکہ دنیا پرستی کے جذام سے وہ لوگوں کو شفا دے وہ جو مردہ ہیں انکو زندہ کرے اور جو اندھے ہیں انکو چشم بینا عطا کرے اور اسطرح اہل دنیا کو اطلاع دے کہ تمہارا خداوند زندہ خدا ہے اور وہ کبھی پہلے زمانوں میں صفت تکلم سے خالی ہوا اور نہ اب ہے اور نہ آگے کو ہوگا اور اس سے یہ ظاہر ہو کہ آنحضرت صلعم ہی ایک ایسے رسول ہیں کہ جن کے کارنامے تحریر میں لانے سے زمین پر سما نہیں سکتے آپ کے سوا جس نے ایسا لفظ کسی دوسرے انسان کے لئے تجویز کیا اس نے سخت سے سخت مبالغہ آمیز لفظ بولا ہے جو حق سے بالکل دور اور سراپا سہو رہا ہے۔

ہر ایک غور طلب اور منصف مزاج انسان سوچ سکتا ہے کہ بھلا

ایسے مقدس اور اعلیٰ انسان کے کارنامے کسیقدر بھی ضبط تحریر میں لانا آسان کام نہیں ہے پھر ہم کیا اور ہماری بساط کیا کہ اوس پر قلم اٹھاویں اور پورے اتریں۔ مگر توحید کا جوش جو آپ کی فطرت میں ودیعت کیا گیا تھا اوسکی نسبت کسیقدر اس موقعہ پر کہنا ہم ضروری سمجھتے ہیں تاکہ دنیا پر یہ امر ظاہر ہو کہ محبوب ازل اور خالق ہالک سے کیسا آپ کا عشق صادق تھا کہ اپنے ہر ایک قول و فعل کے علاوہ عبادت الٰہی کے لئے بلانے کا بھی وہی پہلو اختیار کیا کہ جس سے ایک جہان پہ آپ کے آئینہ دل کا حال ظاہر ہو سکے اور ایک دنیا اس طرف اور ایسے پیارے محبوب کیطرف توجہ کر سکے چنانچہ وہ ندا جسکو عام لوگ بانگ یا اذان کہا کرتے ہیں جو کہ پانچ وقت مسلمانوں کو اپنے ہم مشربوں کو بلانے کے لئے سکھائی گئی ہے جس میں وہ بات ہے اور ایسے پیارے الفاظ موجود ہیں کہ نہ تو جرس میں کبھی کسی نے سنے اور نہ ناقوس میں یعنی یہ کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی اگر تم کسی بڑے سے بڑے کا ادب کرتے ہو وڈر کرتے ہو خوف کرتے ہو امید رکھتے ہو اس کے ساتھ تعلق جوڑ میں اپنی بہتری اور بہبودی کا خیال رکھتے ہو تو اے لوگو! وہ صرف ایک ہی ایسی ذات ہے کہ جس کا نام اللہ ہے یعنے وہ ایک ایسی ذات بابرکات ہے کہ وہ تمام خوبیاں ہی خوبیاں رکھتا ہے اور بدیوں و نقصوں سے بالکل مبرا و منزہ ہے وہ اپنی طرف رجوع کرنیوالوں کو بھی خوبیوں سے متمتع کر دیتا ہے اور بدیوں سے بالکل پاک و صاف کر دیتا ہے اور اس کا آئینہ دل ایسا صاف و شفاف کر دیتا ہے کہ پھر اس پر بدی اور بدکاری اور نقص و قصور و جہل کا زنگ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔

اس کے بعد کہا گیا کہ ندا دیا کرو کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ یعنے اگر مذکورہ بات سے تم فائدہ نہیں اٹھاتے ہو یا تم میں ایسا مادہ نہیں ہے کہ جو مذکورہ باتیں تم کو فایدہ دیسکیں تو اب ایک اور بات سن لو کہ جو شاید تمہاری طبیعت کا جزو ہو کیونکہ جیسے کہ شکلیں مختلف قسم کی ہیں ویسے ہی طبایع بھی مختلف قسموں پر منقسم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم ایسے طبیب حاذق تھے کہ باوجود یکہ دنیوی علوم میں ہرگز کسی انسان کے شاگرد نہ تھے مگر ہر ایک حالت اور طبیعت کے نسخے آپ کو یاد تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس ندا میں ہر ایک طبیعت اور مذاق کا خیال مدنظر رکھا ہے اور ایسے الفاظ رکھے ہیں کہ جو سب کے لئے مفید ہو سکیں کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے ہیں کہ جو امید و بیم کے طرف مایل ہیں کوئی بڑوں سے ملنے اور تعلق جوڑنے کو باعث فخر سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک یہی وسیلہ بہتری اور بہبودی کا ہے کسی دماغ میں عشق کا مادہ سرایت کیا ہوا ہے اور وہ کسی حسین مہ جبین سرو قد سیمیں عذار نرگس چشم سنبل زلف وغیرہ کے جال میں پھنسنے کو اپنی فلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں پر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ فرمایا گیا یعنے بتلایا گیا کہ میاں اصل بات تو یہ ہے جو صداقت اور راستی سے سراسر مملو ہے اور اسی لئے بڑے بڑے زوردار آوازے اسکی شہادت دیجاتی ہے کہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارا معبود ہونے کے لایق ہو معشوق ہونے کے لایق ہو محبوب ہونے کے لایق ہو مطلوب ہونے کے لایق ہو مقصود ہونے کے لایق ہو مگر ایک اور صرف ایک وہی جو اللہ ہے تمام خوبیوں کا جامع اور تمام عیبوں سے مبرا و منزہ گویا کہ یہ عاشق مزاجوں کے لئے ایک ایسا نایاب سبق ہے کہ گویا انکی چشم ہوش کھولنے والا ہے جس سے یہی ظاہر کرنا ملحوظ خاطر ہے کہ اے عاشق مزاجو کیوں کسی فانی چیز سے دل لگاتے ہو آؤ ہمارے طرح اُس محبوب مطلوب و مقصود حقیقی کے عاشق صادق بنجاؤ کہ جس کے حسن احسان نے ہمارے دلوں پر ایسا اثر کیا ہے اور ہم کو اپنی نگاہوں سے ایسا گھایل کر دیا ہے کہ اب سوائے اس کے ہمارے کوئی خطرے میں ہی نہیں آتا۔

اس کے بعد یہ آواز دینے کی تعلیم دی کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ یعنے اس بات کی گواہی دیتا ہوں محمد (صلعم) اوسی اللہ کے رسول ہیں اور کچھ نہیں یہ اس لئے بتایا کہ تا توحید پرستوں کی جماعت میں کسی وقت انسان پرستی کا روگ نہ لگجاوے جیسا کہ دوسری قوموں میں لگ گیا آپکو توحید اور حق پرستی کا اسقدر جوش تھا کہ آپ نے اس بات کے ازالہ کے لئے ہمیشہ کے واسطے ایسا لفظ اپنے واسطے دن میں پانچ دفعہ بزور سنانے کی تاکید کی کہ جس سے توحید میں انسان پرستی شامل نہ ہو جاوے اور اس لئے آپ نے یہ دعا بھی مانگی کہ اے خدا! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ ہر سال لوگ آ آ کر وہاں میلا لگاویں اس سے صاف اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ خدا پرستی کیسی آپ کے رگ و ریشہ میں دھنس گئی تھی اور بنی نوع انسان کے ساتھ کیسی اعلیٰ درجہ کی ہمدردی آپ کو تھی کہ اون کے گمراہ ہونیکا کوئی شعبہ رہنے ہی نہیں دیا۔ اگرچہ اس کلمہ سے اور اور بہت سے امور بھی جتانے مقصود بالذات ہیں مگر طوالت کیوجہ سے ہم نے صرف تھوڑے پر کفایت کی ہے زیادہ تشریح کے لئے میرے پیارے اور محسن بھائی یعقوب علی صاحب کی کتاب "حقیقت نماز" کافی ہے اوس کو ناظرین ضرور خرید کر ملاحظہ کریں۔ ان الفاظوں کے بعد یہ بتایا کہ کہا کرو کہ حی علی الصلوٰۃ۔ یعنے اے بھائیو! ایسے بزرگ نفع رساں فیض بخش اور محبوب مقصود و مطلوب کیطرف جھکنے اور اس سے دعائیں مانگنے اوس کا حق ادا کرنے کیلئے آجاؤ کیونکہ اسی میں تمہارا بھلا ہے جیسا کہ اس کے بعد کے آواز سے جو یہ دیجاتی ہے ثابت ہوتا ہے یعنی حی علی الفلاح یعنے ایسی پیاری ہستی کیطرف رجوع کرنا ہی اصلی فلاح اور کامیابی کا پیش خیمہ ہے پس تم اس فلاح و بہبودی کی راہ کیطرف دوڑو۔ اس کے بعد پہلے کلمہ کو دوبارہ بطور تاکید کے کہنے کے لئے حکم دیا تاکہ حقوق العباد پورے طور پر ادا ہو اور اگر پہلے کسی نے اسطرف توجہ نہیں کی ہے تو اب کرلے اس لئے یہ تلایا کہ یوں کہو کہ اللہ اکبر اللہ اکبر یعنے اگر تم کسی بڑے سے بڑے سے امید و بیم رکھتے ہو اور اپنی اور اسکی رفاقت کو اپنی فلاح و بہبودی کا ذریعہ سمجھتے ہو تو وہ تو صرف ایک ہی ذات جس کا نام اللہ ہے جو ہر ایک قدرت والا ہے طاقت والا ہے ہر ایک خوبی والا ہے اور ہر ایک عیب اور دکھ سے مبرا و منزہ ہے اس کے بعد دوبارہ اس تاکید کا منشا ظاہر کرنے کو یوں سکھایا کہ یہ کہو تاکہ ہر ایک پہ کھل جاوے کہ ہم نے دوبارہ تاکید اس لئے کی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنے تمہارے لئے اصل محبوب و مقصود و مطلوب تو صرف وہ پیاری ذات ہے کہ جو اللہ ہے پس تم اسی کے ہو جاؤ اور اوسی سے دل لگاؤ اوسیکو دل جیسی نعمامات دو تاکہ تمہاری فلاح و بہبودی کا سامان تمہارے لئے مہیا ہو کیونکہ دنیا میں جسقدر بھی دل کے گاہک تم کو نظر آتے ہیں سب کے سب بزدل اور نامرد اور مہر و وفا کے اعدا الفت و چاہت کے بدنام کرنیوالے ہیں پس تم سچے دل سے اسطرف آجاؤ جو تمہارا حقیقی مالک ہے حقیقی مولا ہے حقیقی خالق ہے حقیقی محبوب ہے مقصود ہے مطلوب ہے تاکہ تم تر جاؤ۔

پیارے ناظرین! یہ وہ عبادت الٰہیہ کے بلانے کے لئے جرس یا ناقوس ہے جو عرب کے ایک بادیہ نشین نے بجانا سکھایا کہ جسکو سنکر انسانی ہستی جو نفع پسند واقع ہوئی ہے ایکدم دل کو کشاں کشاں اوس کوچہ جاناں کیطرف لیجاتی ہے کہ جہاں اس کے آگے سر نیاز خم کیا جاتا ہے۔ یہ اس قسم کے جرس یا ناقوس کی آواز نہیں ہے کہ جو بے معنے ہو بے لطف ہو بے ذوق ہو بے نکتہ ہو بے حکمت ہو بلکہ سراسر ایسی خوبی اور صداقت سے بھرپور ہے کہ بے اختیار اسکی آواز کو سنکر بشرطیکہ وہ غور کرے دل ایکدم سے اسکی طرف متوجہ ہو کر اسکو اس راہ کا گرویدہ کر دیتا ہے جس سے آپکی صداقت کا ایک ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے کہ بے اختیار دل سبحان اللہ کہہ اٹھتا ہے اور اس بات کا اقرار کرنے کیلئے مجبور ہونا پڑتا ہے کہ حق پرستی اسکو کہتے ہیں اور صداقت اس کا نام ہے اور حقیقتاً خدا پرستی کا سبق پڑھانے والا اور خدا سے ملانیوالا صرف صرف اس زمانے میں اور اس سے پہلے اور اس کے بعد یہی ہے اور یہی رہیگا۔ پس اے وے تمام لوگو! جو خدا کی محبت کا دم بھرتے ہو خدا پر ایمان لاتے ہو تم خوب سمجھ لو کہ سوائے اس کی تابعداری کے کچھ نہیں بنیگا اگر تم سچ مچ خدا سے ملنا چاہتے ہو تو آؤ اور دوڑو اس چشمہ کیطرف کہ جو نہ صرف اپنے وقت میں صاف و شفاف پانی بلکہ آب حیات سے سیراب کرتا تھا بلکہ اب بھی وہ طاقت اور قوت رکھتا ہے جسکا ایک نمونہ اسوقت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی مسعود کے رنگ میں دنیا کے آگے موجود ہے جو اپنے جاہ و جلال سے ایک جہان پر روشنی کر رہا ہے کہ حقیقی شمس ہدایت یہی تھا کہ جو محمد رسول اللہ صلعم دنیا میں اپنا نام لیکر آیا تھا جسکی کامل پیروی

[illegible]

انعقاد مجلس اطباء و ڈاکٹران جماعت احمدیہ

بخدمت ڈاکٹران و اطباء سلسلہ احمدیہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

صدر انجمن احمدیہ ڈسپنسری قادیان دارالامان اگرچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ابتدائی وقت سے ہے مگر جیسے کہ سلسلہ میں گذشتہ دس سال میں ترقی ہوئی ہے۔ ڈسپنسری ابھی اسی حالت میں ہے جیسے کہ شروع میں تھی۔ ادویہ ابھی بہت تھوڑی میسر کیجا سکتی ہیں جو کہ صرف مدرسہ کے بیمار طلباء اور صدر انجمن احمدیہ کے ملازمین کے علاج کے لئے مشکل سے کفتی ہوتی ہیں اور اوزار اور دیگر ضروری سامان معمولی اپریشن کیلئے بھی مہیا نہیں۔ انڈور مریضوں کے رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہانتک کہ مریض طالب علم بھی علیحدہ نہیں رکھے جاسکتے۔ متعدی بیمار وں کی علیحدگی کا کوئی سامان نہیں۔ کوئی اپریشن روم نہیں۔ موجودہ ڈسپنسری کا کمرہ بہت تنگ ہے جس میں نہ شفاخانہ کا سامان آسائش سے رکھا جاسکتا ہے۔ نہ مریض دیکھنے کے لئے کافی جگہ ہے۔

ہمارے سلسلہ کے بہت سے معزز ڈاکٹر ہر سال کئی دن لمبی رخصت لیکر قادیان میں رہتے ہیں۔ اگر ڈسپنسری میں اپریشن کے لئے کافی سامان مہیا ہو۔ تو وہ بہت سے غریب مریضوں کی دستگیری کر سکیں جو کہ دور دراز کے شفاخانوں میں علاج کے لئے جانے کی وسعت نہیں رکھتے اور اگر ادویہ کے لئے زیادہ روپیہ مہیا ہوسکے۔ تو علاوہ طالب علماں سکول و ملازمان صدر انجمن احمدیہ دوسرے احمدی احباب جو کہ قادیان میں رہتے ہیں اس ڈسپنسری سے علاج کرا سکیں۔ بلکہ دل تو یہ چاہتا ہے۔ کہ جیسے کہ قادیان میں کل اطراف عالم سے لوگ روحانی امراض دور کرانے کیلئے جوق در جوق آتے ہیں ایسے ہی جسمانی علاج کے لئے بھی دور سے لوگ قادیان کے احمدی ہسپتال میں آئیں اور شفا پاکر جائیں۔

چونکہ صرف سکول کی ڈسپنسری رہنے کی بجائے اب یہ ڈسپنسری صدر انجمن احمدیہ کی ڈسپنسری ہوگئی ہے اسلئے شروع جنوری ۱۹۰۸ء سے شفاخانہ کی مد بجٹ میں دوسری مدات سے علیحدہ کر دی گئی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی دوسری مدات مثلاً اشاعت اسلام۔ مدرسہ۔ یتامی و مساکین۔ مقبرہ بہشتی وغیرہ میں پہلے سے ہی اخراجات کی زیادتی ہے اور ہر ایک مد کی آمد کے وسایل جدا ہیں۔ ابتک صیغہ شفاخانہ میں آمد کی کوئی سبیل نہیں اور اس کو شروع جنوری سے چھ ماہ تک امتحاناً صیغہ صدقات کیساتھ لگایا گیا ہے یعنی جبتک کہ شفاخانہ کی مستقل آمد کی صورت پیدا نہ ہو بطور قرضہ صدقات سے اس مد میں روپیہ دیا جاوے۔ جو کہ بعد میں اس مد سے واپس ادا ہوگا۔ اس صورت میں اگر شفاخانہ کی آمدنی کو مستقل کرنے کے لئے کوئی تجویز نہ ہو۔ تو ڈسپنسری میں ترقی تو در کنار اس سال نہ اوزار آسکتے ہیں اور نہ آئیندہ سال میں ادوائی آسکتی ہے اسلئے نہایت ضروری تھا کہ ڈسپنسری کیلئے خاص چندہ کی تحریک کیجاوے۔ اور اس تحریک میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ڈاکٹر اور طبیب حصہ لیں تاکہ انکی امداد سے ڈسپنسری جو نہایت ضروری جزو اس سلسلہ کا ہے ترقی پکڑے کیونکہ ڈسپنسری بھی اس سلسلہ کی اشاعت کا بہت موجب ہوسکتی ہے دیگر مذاہب کے لوگ مثلاً عیسائی دور دراز ملکوں میں تالیف قلوب کے لئے ڈسپنسریاں اور بڑے بڑے شفاخانے بناتے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ اس سلسلہ حقہ کی اشاعت کیلئے اگر ہر دوست شہر بشہر نہیں تو کم از کم حضرت مسیح موعود کے رہائشی مقام یعنے قادیان میں ایک بڑا ہسپتال بناویں۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سر دست مفصلہ ذیل اغراض میں جن کے لئے مستقل چندہ کی ضرورت ہے (۱) ادویات کے لئے (۲) اوزاروں کے لئے (۳) توسیع شفاخانہ جس کے لئے ضروری ہوگا کہ ہسپتال کو باہر سکول کے پاس بنایا جاوے۔ اور اس میں اپریشن روم اور انڈور مریضوں کے لئے کمرے بھی ایزاد کئے جاویں۔ متعدی مریضوں کے لئے کمرہ وغیرہ انہی اغراض کے لئے قادیان میں چھوٹی مسجد میں ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء کو ایک جلسہ کیا گیا جسکی روئداد ارسال خدمت ہے جو ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اس جلسہ میں موجود تھے سب نے ان تجاویز سے اتفاق رائے کیا جو اسمیں مندرج ہیں حضرت مولوی نورالدین صاحب اگرچہ جلسہ میں موجود نہ تھے مگر جلسہ کے بعد اس روز جب انکو روئداد جلسہ دکھائی گئی تو انہوں نے پورے طور پر اس سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور مبلغ [illegible] روپیہ بطور عطیہ کے دینے کا وعدہ فرمایا اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے شفاخانہ کی عمارت کو اپنے دار اور احباب کو شریک کرکے اپنی گرہ سے بنوادینے کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس ارادہ میں کامیاب کرے آمین۔ امید ہے کہ دیگر صاحبان بھی ان تجاویز کو پسند فرماویں گے اور عمل کرکے ثواب دارین حاصل کریں گے۔

اس لئے التماس ہے کہ ہر ایک فرد ڈاکٹر و حکیم صاحبان سے اس عرضداشت کو پڑھکر ان تجاویز پر عمل کرنے کی کوشش کرے اور خاکسار کو اطلاع دے کہ وہ ان تجاویز پر کاربند ہوگا تاکہ اس کا نام رجسٹر میں درج کیا جاوے۔ زر عطیہ اور پہلی تاریخ کی پرائیویٹ پریکٹس کا روپیہ براہ راست محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرماویں۔

مرزا یعقوب بیگ انریری افسر شفاخانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

روئداد جلسہ ڈاکٹران و اطباء جماعت احمدیہ منعقدہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء

حاضرین۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب۔ ڈاکٹر فیض قادر صاحب وٹرنری اسسٹنٹ حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ حکیم محمد حسین صاحب بٹ گدھو۔

اس جلسہ کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مقرر ہوئے۔ باتفاق رائے منظور ہوا۔

۱۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تجویز پر باتفاق رائے منظور ہوا کہ ہر ایک ڈاکٹر و طبیب اس سلسلہ کا پہلی تاریخ ہر ماہ کی آمدنی جو پرائیویٹ پریکٹس سے ہو صدر انجمن احمدیہ ڈسپنسری قادیان کی امداد کے لئے دیا کرے۔

۲۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کی تجویز باتفاق رائے منظور ہوئی کہ اس ڈسپنسری کو بتدریج خوب ترقی دیجاوے۔ انڈور مریضوں کے لئے علیحدہ کمرے اور اپریشن روم وغیرہ کی ضروری ایزادی کیجاوے اور اگر روپیہ کافی ہو تو بیرونجات کے مریضوں کو بھی اس شفاخانہ سے دوائی دیجاوے تاکہ یہ ڈسپنسری اس سلسلہ کو بہت ترقی دینے کا موجب ہو۔

۳۔ چونکہ ہسپتال کی ضرورت ہے۔ اور روپیہ کی ظاہرا کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ صدر انجمن احمدیہ میں گنجایش روپیہ کی نہیں ہے اسلئے تجویز ہوئی کہ شیخ رحمت اللہ صاحب کیخدمت میں ایک درخواست دیجاوے کہ جو مکان رہائشی انہوں نے قادیان میں اپنی زمین میں بنانا ہے وہ ابھی بنا دیویں اور جبتک ہسپتال کوئی کا طیار نہ ہو کرایہ پر وہ مکان دیدیویں تاکہ اس کار خیر میں لگایا جاوے۔

۴۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ کی ڈسپنسری کی علیحدہ مد شروع سال سے مقرر ہوگئی ہے۔ اور شفاخانہ کی مد میں کوئی روپیہ نہیں اور کافی روپیہ نہ ہونے کے سبب سے اس سال اوزاروں کا انڈنٹ جو کمیٹی میں پیش کیا گیا تھا منظور نہیں ہوسکا۔ اور چونکہ شروع جنوری سے پہلی تاریخ ہر ماہ کی فیس ڈاکٹر اور طبیب احباب سے وصول نہیں ہوگی اسلئے کچھ روپیہ موجودہ اخراجات کے لئے بطور عطیہ کے سلسلہ جماعت احمدیہ عطا فرماویں یعنی اسسٹنٹ سرجن صاحبان دس روپیہ فی کس و ہاسپٹل اسسٹنٹ صاحبان دو روپیہ فی کس و حکیم صاحبان دو روپیہ یا کم بیش حسب استطاعت عنایت فرماویں۔

مفصلہ ذیل اصحاب نے جو چندہ دیا

مولوی حکیم نورالدین صاحب	عـ (وعدہ)	ڈاکٹر سید شاہ صاحب	صـ وعدہ
ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب	عـ "	حکیم محمد حسین صاحب قریشی	عا وصول
" خلیفہ رشید الدین صاحب	عـ "	" محمد حسین صاحب بٹ گدھو	عا "
" بشارت احمد صاحب	عـ "	" نور محمد صاحب لاہور	عا "
" مرزا یعقوب بیگ صاحب	عـ "	" محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ	عا وعدہ
" فیض قادر صاحب	عما وصول	" مرزا خدا بخش صاحب لاہور	عمر "
" قاضی کرم الٰہی صاحب	صـ وعدہ	میزان کل ـ ایکاسی روپیہ	

سیکرٹری مرزا یعقوب بیگ ... افسر شفاخانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

۶ر اپریل ۱۹۰۶ء

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا